ڈاکٹر ارشد محمود ناشاد

غوثؔ کا قصّہ دل آرام و دل شوق اور بارہ ماسہ (اُردو)

The present article introduces an Urdu " Masnavi " Qissa -e- Dil Aram-o-Dil Shoq" by Ghous -ibne- Azeems, an ancient Urdu poet of Punjab. The tale also includes a " Bara Masa", which is unique in Urdu " Bara Masas" on the basis of its form. The period of the poet is undefined, though his language is close to the Urdu of the early nineteenth century. The article introduces the "Qissa" and brings the poet's biography under light. At the end, the article gives Ghous's " Bara Masa" with old and modern Urdu spellings.

اُردو اور پنجاب کا رشتہ قدیم بھی ہے اور تاریخی بھی۔ اُردو کے فروغ میں اگرچہ مختلف علاقوں اور زبانوں نے اپنا اپنا حصّہ ڈالا اور اس زبان کو پنپنے کے لیے خوش گوار ماحول فراہم کیا تاہم اس حقیقت سے آنکھیں نہیں چُرائی جا سکتیں کہ اُردو کے نشو ونما میں سب سے زیادہ اور فعال کردار پنجاب اور پنجابی زبان کا ہے۔ ڈاکٹر علاّمہ محمد اقبال [۱۸۷۷ء __ ۱۹۳۸ء] نے سیّد نصیر الدین ہاشمی کے نام اپنے ایک خط میں لکھا:

> ’’اُردو زبان اور لٹریچر کی تاریخ کے لیے جس قدر مسالہ [مسالا] ممکن ہو جمع کرنا ضروری ہے۔ غالباً پنجاب میں بھی کُچھ پُرانا مسالہ [مسالا] موجود ہے۔ اگر اس کے جمع کرنے میں کسی کو کامیابی ہو گئی تو مؤرخِ اُردو کے لیے نئے سوالات پیدا ہوں گے۔ (۱)

۱۹۲۸ء میں اُردو تحقیق کے معلّمِ اوّل حافظ محمود شیرانی نے اپنی گراں ارز کتاب پنجاب میں اُردو میں اُردو اور پنجاب کے رشتے کی قدامت اور صداقت کو دلائل اور براہین کے ساتھ ثابت کیا۔ اس میں شُبہ نہیں کہ اس کتاب کے رد میں مختلف طبقوں کے اربابِ تحقیق نے اُردو کی ابتدا اور نشو ونما کے نئے نظریے پیش کیے اور مختلف خطوں اور زبانوں کو اُردو کا مسکن ومنشا ثابت کرنے کی کوشش کی، تاہم حافظ محمود شیرانی کے نظریے کا ابطال نہ ہو سکا۔ سنیتی کمار چٹر جی، پنڈت برج موہن دتا تریہ کیفی اور کئی دوسرے اربابِ علم نے حافظ محمود شیرانی کے نظریے کی ہم نوائی کی۔ حافظ محمود شیرانی نے پنجاب میں اُردو اور تحقیقی مقالات کے ذریعے پنجاب کے قدیم اُردو شعرا کے نمونے فراہم کر کے اس مفروضے کی تردید کی ہے کہ شمالی ہند میں اُردو شاعری کا آغاز وارتقا ولیؔ دکنی کے کلام کے دہلی پہنچنے کا نتیجہ ہے۔ مسعود سعد سلمان لاہوری کا اُردو کلام سامنے آجاتا تو پنجاب میں اُردو کی اشاعت کا زمانہ چھٹی صدی ہجری تک جا پہنچتا۔ بابا فرید شکر گنج، امیر خسرو، حسن سجزی، مولانا عبداللہ عبدی، ناصر علی سرہندی، نوشہ گنج بخش، افضل جھنجھانوی، شیخ محمد فاضل بٹالوی، حضرت غلام قادر شاہ، غلام محی الدین میرپوری، شاہ مراد، گورو نانک، شاہ حسین، شاکر اٹکی، اسمٰعیل امروہوی، میر صابر، محمد غوث بٹالوی، فدوی لاہوری اور دوسرے کئی شاعروں کا کلام سامنے آنے سے اُردو اور پنجاب کا رشتہ زیادہ واضح ہوا ہے۔ ابھی ایسے آثار اور سامنے آنے کا امکان ہے جن سے اس رشتے کی مضبوطی اور قدامت کو مزید شواہد میسّر آئیں گے۔ زیرِ نظر مضمون میں غوثؔ کے قصّہ دل آرام و دل شوق کا تعارف مقصود ہے۔

غوثؔ کے قصّہ دل آرام و دل شوق کا جو مخطوطہ (۲) راقم کے پیشِ نظر ہے، وہ اچھی حالت میں ہے اور نجیب الطرفین ہے۔ نسخے کے آغاز میں قصّے کا نام اور آخر میں ترقیمہ موجود ہے۔۔ نسخہ چھیانوے [۹۶] صفحات پر مشتمل ہے۔ ہر صفحے پر اوسطاً دس اشعار ہیں۔ قصّے کے اشعار کی مجموعی تعداد ایک ہزار بیاسی [۱۰۸۲] ہے۔ بادامی رنگ کا معمولی کاغذ استعمال کیا گیا ہے۔ نسخے کی تقطیع 9x۶ انچ ہے۔ عنواناتِ قصّہ اولاً سیاہی سے لکھے گئے ہیں بعد میں کئی عنوانات پر شنگرفی رنگ کا قلم پھیرا گیا ہے۔ عنوانات کی عبارتیں قدیم رواج کے مطابق فارسی میں ہیں۔ قصّہ مثنوی کی ہیئت میں ہے اور بحر متقارب مثمن مقصور ر محذوف [فعولن فعولن فعولن فعَل رفعول] استعمال کی گئی ہے۔ ترقیمے میں کاتب نے اپنا نام اور تاریخِ کتابت درج کی ہے مگر شاعر کا احوال اور مقامِ کتابت وغیرہ درج نہیں۔ ترقیمے کی عبارت یوں ہے:

''بقلم خود نویسندہ فقیر حقیر پر تقصیر غلام محی الدین مورخہ ۱۲ ماہ اپریل ۱۹۲۸ء بروز پنجشنبہ۔'' (۳)

قصّے کی زبان اور املا کی قدیم روشوں کو سامنے رکھتے ہوئے یہ قیاس کرنا مشکل نہیں کہ کاتب نے کسی نسخے سے یہ نقل تیار کی ہے۔ کاتب معمولی استعداد رکھتا ہے۔ مخطوطے کی کتابت معمولی درجے کی ہے۔ کاتب کی کم سوادی کے باعث کئی جگہ پر مصرعے وزن سے خارج ہو گئے ہیں۔ کاتب کے پیشِ نظر املا کا کوئی خاص اصول نہیں رہا۔ ایک ہی لفظ کی کتابت دو جگہوں پر مختلف دکھائی دیتی ہے۔ اکثر مقامات پر دو دو اور کہیں تین تین لفظوں کو جوڑ کر لکھا گیا ہے۔ املا کی چند صورتیں ذیل میں پیش کی جاتی ہیں:

۱۔ پورے مخطوطے میں نونِ غنہ کے بجائے نونِ نقطہ دار کا استعمال ملتا ہے۔ جیسے مین، ہین، کہان بجائے میں، ہیں، کہاں۔

۲۔ پورے مخطوطے میں کافِ ہندی ''گ'' کو ایک مرکز ''ک'' سے لکھا گیا ہے۔ جیسے: کل، کیا، کئے بجائے گل، گیا، گئے۔

۳۔ یائے معروف کو یائے مجہول اور یائے مجہول کو یائے معروف سے لکھا گیا ہے کہیں کہیں یائے معروف اور یائے مجہول کے نیچے دو نقطے بھی لگا دیے گئے ہیں۔

۴۔ ہائے دوچشمی ''ھ'' کے بجائے ہائے ہوز ''ہ'' کو برتا گیا ہے۔ جیسے: کچہ، مجہ، پوچہنے، تہے بجائے کچھ، مجھ، پوچھنے، تھے۔

۵۔ تائے ہندی ''ٹ''، دالِ ہندی ''ڈ'' اور رائے ہندی ''ڑ'' کو اکثر مقامات پر ''ت''، ''د'' اور ''ر'' لکھا گیا ہے کہیں کہیں ''ط'' کی نشانی بھی استعمال کی ہے۔

۶۔ پورے مخطوطے میں کہیں بھی کسرۂ اضافت موجود نہیں۔

۷۔ ''اُس'' کو پورے مخطوطے میں بہ اضافۂ واو ''اوس'' لکھا گیا ہے۔

۸۔ ''مرا'' اور ''ترا'' کو ''میرا'' اور ''تیرا'' لکھا گیا ہے۔

۹۔ بنا، مہینا، اپنا، مرنا اور جینا کو بہ اضافۂ نون: بنان، مہینان، اپنان، مرنان اور جینان لکھا گیا ہے۔

۱۰۔ سے، کو، میں اور تک کو اکثر جگہوں پر سین رسون، کون، مون، لک لکھا گیا ہے۔

شاعر کا تخلص غوثؔ ہے۔ اس کا اصل نام کیا ہے، معلوم نہیں۔ اس نے قصّے میں کہیں اپنا پورا نام نہیں دیا۔ ممکن ہے اس کا نام ہی غوث ہو جسے وہ بہ طور تخلص استعمال کرتا ہو۔ اس کے والد کا نام عظیم ہے۔ اس نے قصّے میں ایک جگہ اپنے والد کا نام نظم کیا ہے:

بامداد بیچون قادر کریم نمودہ رقم غوث ابن عظیم (۴)

اُردو کے تذکروں میں غوث نام کے کئی شعرا کا ذکر ملتا ہے جیسے:

محمد غوث غوثی: ''محمد غوث غوثی تخلص خلف الصدق مولانا قطب الدین قاضی حیدر آباد است۔'' (۵)

محمد غوث بٹالوی: ''گوربخش سنگھ کی وفات کے موقعہ [موقعے] پر بٹالہ کا ایک شاعر محمد غوث جو بٹالہ کی کچہری میں گوربخش سنگھ کی

فوجداری میں ملازم تھا، اس کا مرثیہ لکھتا ہے۔" (٦)

سید محمد غوث قادری: "آپ کا اسم گرامی حضرت مخدوم سیّد محمد، معروف بہ سید محمد غوث الحسنی الجیلانی، تخلّص قادری تھا۔" (٧)

مگر غوثؔ ابن عظیم کا ذکر کسی تذکرے میں نہیں ملا۔ شاعر کے متعلق معلومات کا ایک ہی ماخذ ہے اور وہ اس کا قصّہ دل آرام و دل شوق ہے۔ غوثؔ مذہباً حنفی ہے۔ اس نے حمد و نعت کے بعد خلفائے راشدین کی منقبت میں شعر کہے ہیں:

تمامی جو ہین یار اوسکے کبار　　مقرب جو اونمین ہین کوہر چہار
ھے صدیق اکبر بصدق و صفا　　کہ فاروق عثمان علی مرتضٰی
مین ہون چار سلطانکی در پر گدا　　مین نام اونکا ھے تاج سر پر دہرا
بخدمت کہ اونمین میرا [مرا] یہ سوال　　بدنیا و عقبٰی رہون نونہال
ز دانہ کی تنکی تو شامل نہو　　فراخی رھیے اب میرے [مرے] روبرو (٨)

ہین: ہیں　　اوسکے: اُس کے　　اونمین: اُن میں　　کوہر: گوہر
ھے: ہے　　سلطانکی: سلطاں کی　　کدا: گدا　　رہون: رہوں
رھیے: رہے　　تنکی: تنگی　　مین: میں

شاعر مشرباً قادری ہے۔ منقبتِ خلفائے راشدین کے بعد اس نے حضرت غوث الاعظمؒ کی مدح میں کئی شعر کہے ہیں۔ ان اشعار میں حضرت غوث الاعظمؒ کے ساتھ اس کی ارادت و عقیدت کا اظہار ہوتا ہے۔ ممکن ہے کہ شاعر نے اپنا تخلص اسی ارادت و عقیدت کی بنا پر غوث رکھا ہو۔ منقبت کے چند شعر دیکھیے:

سدا پیر قادر کا مجہ پر کرم　　غلامی مین ہون غوث کا از عدم
یہی شاہونکا شاہ پیرونکا پیر　　یہ ارض و سما غوث اعظم امیر
قطب ھے ربانی سبحانی محبوب　　کہ فرزند علیکا ھے روشن قلوب
قدم اوسکا بردوش ھمہ اولیا　　ھیے مشکل کشا اور صاحب روآ
تمامی خلائق کا ہے پیشوا　　شفاعت کنندہ بروز جزا
مریدون پر اوسکا سدا ہیی کرم　　کہ خادم اوسیکی ہین سب محترم (٩)

مجہ: مجھ　　مین: میں　　ہون: ہوں　　علیکا: علی کا
ہیی: ہے　　مریدون: مریدوں　　اوسیکی: اُسی کے　　ہین: ہیں

شاعر کے استاد اور مرشد کا نام محمد ہے جو قصبہ میروال کے رہائشی ہیں۔ ان کے دروازے سے مخلوقِ خدا کسبِ فیض کرتی ہے اور انھیں قدوۃ السالکین اور زبدۃ العارفین کے ناموں سے یاد کیا جاتا ہے:

لکہون اکی اوستاد کی مین ثنا　　ہوا جو علم مین میرا [مرا] راہ نما [رہ نما]
کہ رب نی دیا فخر انکون کمال　　ھے نور علی نور اوسکا جمال
کہ خالی محمد اسم ہے عجیب　　ز خوانی محمد لیا او نصیب
ہوا تب کا وہ قدوۃ السالکین　　جہانمین ہوا زبدۃ العارفین
ھے منبع فیاض میروال مین　　کہ فیض رسان ھے بہر حال مین
جو وحدت کی ہر دم کری قیل و قال　　کمالو کمالو کمالو کمال
خدا اوس چشمیکو جاری رکھیے　　قیامت تلک پائیداری رکھے (١٠)

لکھون:لکھوں   اکی:آگے   اوستاد:استاد مین:میں
نی:نے   انکون:ان کو جہانمین:جہاں میں   کری:کرے
خدآ:خدا   چشمیکو:چشمے کو   رکہیے:رکھے   ھے:ہے

میرووال کا قصبہ تحصیل فاروق آباد ضلع شیخوپورہ میں واقع ہے۔اس قصبے کے کچھ اور بزرگوں اور شاعروں کا ذکر تاریخ کی کتابوں میں ملتا ہے جیسے:محمد اعظم میرووالوی[۱۸۶۱ء تا ۱۹۵۶ء] اور ان کے صاحبزادے حکیم اقبال حسین اعظمی[۱۸۹۵ء تا ۱۹۶۳ء] نوشاہیہ سلسلے سے تعلق رکھتے تھے۔ان دونوں کا ذکر تذکرہ شعرائے نوشاہیہ میں ملتا ہے۔(۱۱)

غوثؔ ابن عظیم نے اپنے قصبے کا نام چک علی بیان کیا ہے۔چک علی نام کا قصبہ میرووال کے قریب ضلع شیخوپورہ میں واقع ہے:

مکاندار دائم طرف چک علی   کہ علمان ہمین پر ولیی ھے ولیی (۱۲)

غوثؔ نے قصّے کا محرک امام بخش ابن خیر اللہ کو قرار دیا ہے۔امام بخش قصبہ میرووال کا میراسی ہے جسے کہانی سُنانے کا فن آتا ہے۔اس نے ایک ایسی مجلس میں یہ کہانی سُنائی۔غوثؔ کو یہ کہانی اتنی پسند آئی کہ اس نے اسے نظم کے پیکر میں ڈھالنے کا ارادہ کرلیا،سببِ تالیف کے ذیل اُس نے لکھا:

حقایق لکھون آنکہ سرشار ہو   شگفتہ میرا[مرا] کل جو کلذار ہو
عجب ھے یہہ رنگین مری داستان   سنو کان دہر کے تم اوسکا بیان
کہ اک رات بیتہے تہے سب یار غار   خوشیمین شگفتہ تہے چون کل بہار
شراب وکوابی جو تہا راک رنک   بجیے دہولکی اور طنبور چنک
نشے مین خوشیکی جو سب مست تہے   ھمہ یار کے دل جو پیوست تہے
سبہے با دلون جان مسرور ہو   لکے کہنے کوجہ اور مذکور ہو
کہ تہا اک مجلسمین بہی درمیان   امام بخش ان نام دارد جوآن
خیر اللہ کا ھے وہ پسر ہوشمند   کئین داستان وہ کرید لپسند
ز قوم میراسی ھے در چک علی   کریسخن شیرین بہر یک جلی
اوسیوقت اوس یہہ کہانی کہی   مریدلمین خواہش زیاب تہے [کذا]
کہانمین کہانی یہہ ھے دلپذیر   لکہون با قلم کرچہ ھے بی نظیر
بامداد بیچون قادر کریم   نمودہ رقم غوث ابن عظیم (۱۳)

لکھون:لکھوں   آنکہ:آنکھ   شگفتہ:شگفتہ   کل:گُل
رنگین:رنگیں   دہر:دھر   بیتہے:بیٹھے   تہے:تھے
تہا:تھا   راک رنک:راگ رنگ   بجیے:بجے   دہولکی:ڈھولکی
چنک:چنگ سبہے:سبھی   دلون جان:دل وجان   لکے:لگے
کوجہ:کچھ   بی:بے   یہہ:یہ   کرچہ:گرچہ   کہانمین:کہاں میں

قصّہ دل آرام ودل شوق ایک عام اور روایتی رنگ کا حامل قصّہ ہے۔ہماری اُردو مثنویوں میں بالعموم اس طرح کے قصّے نظم کیے گئے ہیں۔راقم کو کوششِ بسیار کے باوجود اس نام کے کسی اور قصّے کا علم نہیں ہوسکا۔مخطوطات کی بیشتر فہارس اور اُردو

کے اکثر تذکرے اور تاریخیں بھی اس قصّے کے ذکر سے خالی ہیں۔ قصّے کا خلاصہ ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔

چین ما چین میں فغفور شاہ نامی ایک عادل اور سخی بادشاہ حکومت کرتا تھا۔ اس کے عدل وانصاف اور سخاوت کی وجہ سے لوگ اس سے بہت خوش تھے۔ اس کے ہاں کوئی اولاد نہ تھی جس کی وجہ سے اس نے گوشہ نشینی اختیار کر لی مگر قدرت نے عامِ یاس میں اسے مژدۂ شادمانی سے سرشار کیا۔ اس کے گھر فرزند پیدا ہوا جس کا نام دل شوق رکھا گیا۔ اس کی پیدایش پر جشن برپا ہوا اور دور دراز سے گانے بجانے والے اکٹھے کیے گئے۔ جب وہ عالمِ جوانی میں پہنچا تو بادشاہ نے اس کے لیے ایک عالی شان باغ بنوایا۔ جب وہ پہلی بار باغ کی سیر کے لیے جاتا ہے، اُس کی ملاقات دل آرام سے ہوتی ہے جو خطا وختن کے بادشاہ طیمور [تیمور] شاہ کی ماہ جمال بیٹی ہے اور جس کا پلنگ پریاں اُڑا کر اس باغ میں لے آئی ہیں۔ پریاں کہیں محو ہو جاتی ہیں۔ دل شوق اور دل آرام ایک دوسرے کو دیکھتے ہی آتشِ عشق میں جلنے لگتے ہیں۔ دونوں ایک دوسرے سے متعارف ہو رہے ہوتے ہیں کہ پریاں واپس آجاتی ہیں۔ پریوں کے آتے ہی دونوں بے ہوش ہو جاتے ہیں۔ پریاں دل آرام کا پلنگ اڑا کر لے جاتی ہیں۔ دل شوق ہوش میں آتا ہے دل آرام کو موجود نہ پا کر دیوانہ ہو جاتا ہے۔ والد کی اجازت سے دل آرام کی تلاش میں نکل کھڑا ہوتا ہے۔ مصیبتیں جھیلتے اور دُکھ اٹھاتے وہ خطا وختن میں پہنچ کر دل آرام سے ملتا ہے۔ طیمور شاہ کے پاس شادی کا پیغام بھیجتا ہے۔ شاہ پس وپیش کرتا ہے مگر آخرِ کار دونوں کی شادی ہو جاتی ہے۔ کچھ عرصے بعد اپنے ملک کو واپس آنے کا قصد کرتے ہیں راستے میں تقدیر انھیں پھر ایک دوسرے سے جدا کر دیتی ہے۔ بارہ مہینے دونوں آتشِ ہجر میں جلتے ہیں پھر وصل کی گھڑی آتی ہے۔

قصے کی زبان پر پنجابی کا غلبہ ہے۔ شاعر نے علم، لطف، اسم، عدل، ظلم اور سبز کو بالترتیب عَلَم، لطَف، اسَم، عدَل، ظلَم اور سبَز باندھا ہے۔ کئی پنجابی الفاظ کو بے ساختگی سے استعمال کیا گیا ہے جیسے:

کولا بمعنی کوئلہ، چھیواں، دھروہ، دسواں، بارھواں، ویساکھ، بہادرو، نٹھا بمعنی دوڑا۔

شاعر فارسی اور عربی سے کچھ کچھ آشنا ہے۔ اس نے فارسی کے الفاظ اور تراکیب کو کثرت سے استعمال کیا جو شمالی ہند کا ایک امتیاز تسلیم کیا جاتا ہے۔ کہیں کہیں پورے پورے مصرعے فارسی کے ہیں۔ اس طرح کی ایک دو مثالیں دیکھیے:

☆ کہ روزی رسانندہ کلشے (۱۴)

☆ کہ برآل اصحاب باشد مدام (۱۵)

☆ سخی بود عادل چون نوشیروان (۱۶)

☆ زشہر پرستان زرین نگار (۱۷)

قصہ دل آرام ودل شوق میں غوث نے جدائی کے بارہ مہینوں کی مناسبت سے بارہ ماسہ یا دوازدہ ماہہ لکھا ہے جو اُردو کے بارہ ماسوں میں ایک اضافے کی حیثیت رکھتا ہے۔ ڈاکٹر جمیل جالبی اُردو میں بارہ ماسہ کی روایت کے حوالے سے رقم طراز ہیں:

> ''بارہ ماسہ خالص ہندوی چیز ہے۔ سنسکرت میں اس کی کوئی روایت نہیں ملتی۔ یہ خیال کہ بارہ ماسہ ''رت ورنن'' کی ایک روبہ تنزل ہیئت ہے اس لیے صحیح نہیں کہ ''رت ورنن'' میں چار رُتوں کا بیان ہوتا ہے اور اس کے برخلاف ''بارہ ماسہ'' میں ہر مہینے کا۔ پنجابی، ہریانی، برج، اودھی اور اُردو میں اس کی روایت ملتی ہے۔ گروگرنتھ صاحب میں بھی بارہ ماسے ملتے ہیں۔ بارہ ماسہ کی ایک قدیم طرز خواجہ مسعود سعد سلمان کے دیوانِ فارسی میں ملتی ہے جو مروجۂ حال بارہ ماسہ کی اصل مانی جا سکتی ہے اور جسے وہ ''غزلیاتِ شہوریہ'' کے نام سے یاد کرتے ہیں۔'' (۱۸)

شمالی ہند میں محمد افضل جھنجھانوی پہلا شاعر ہے جس نے اُردو میں دوازدہ ماہہ یا بارہ ماسہ لکھا ہے۔ حافظ محمود شیرانی

نے اپنی کتاب پنجاب میں اُردو میں اس کا تفصیلی ذکر کیا ہے اوراس کے بارہ ماسے کا نمونہ شامل کیا ہے۔ساون کے مہینے کا بیان افضل کے بارہ ماسے سے بہ طورنمونہ پیش کیا جاتا ہے:

ساون

چرا ساون بجا، مارو نکارا　　سجن بن کون ہے ساتھی ہمارا
کہتا کاری او مد چھاتی سون آہی　　برہوں کی فوج نے کینی چراہی
پپیہا پیہ پیہ نس دن پوکارا　　پوکارت دادرو چنکھر چنکارا
اری جب کوک کویل نے سوناہی　　تمامی تن بدن میں آگ لاہی
اندھیری رین جگنوں جک مکاتا　　اری جلتی اوپر تین کیا جلاتا
سونی جب مور کی آواز بن سوں　　شکیب از دل شدہ آرام تن سوں (۱۹)

ڈاکٹر تنویر احمد علوی نے اپنی کتاب اردو میں بارہ ماسے کی روایت: مطالعہ و متن میں افضل، عزلت، جوہری، وحشت، سندر کلی، مقصود، نیہہ، مفتی الٰہی بخش، وہاب، نجیب، رنج اور عبداللہ انصاری کے بارہ ماسے شامل کیے ہیں۔ یہ تمام بارہ ماسے مثنوی کی ہیئت میں ہیں۔غوثؔ کا بارہ ماسہ غزل کی ہیئت میں ہے اور اُردو کے معلوم بارہ ماسوں میں اپنی ہیئت کے اعتبار سے انفرادیت کا حامل ہے۔ یہ مسعود سعد سلمان لاہوری کی غزلیاتِ شہور یہ کے تتبع میں ہے۔ ذیل میں غوث کے بارے ماسے کا متن پیش کیا جارہا ہے۔

دربیان اولماہ چیتر بارآن ماہ شروعکردن

کہ پہلا مہینان یہ چیتر چرا
میرا دل تو آفت بلا مین پرآ
شگفہتہ بہر طرف ہین پُہول کل
میری روبرو دن خزانکا کہرآ
کہ اپنے پیا سنک کرین سب بہار
مجہے قید مین اَب تو مرنان پرآ
پیا بن تن من ہویا سب گداز
جو فرقت کی آتشمین جلنا پرا
خرابی ز بیداد بیند جہان
مین خود خواہ مخواہ سولی چڑنا پڑا

اوّل ماہ چیت

کہ پہلا مہینا یہ چیتر چڑھا
مرا دل تو آفت بلا میں پڑا
شگفتہ بہ ہر طرف ہیں پھول گل
مرے روبرو دن خزاں کا کھڑا
کہ اپنے پیا سنگ کریں سب بہار
مجھے قید میں اب تو مرنا پڑا
پیا بِن تن من ہویا سب گداز
جو فرقت کی آتش میں جلنا پڑا
خرابی ز بیدار بیند جہاں
میں خود خواہ مخواہ سولی چڑھنا پڑا

دوییم ماہ ویساکہ کوئد

یہ دویم مہینان تو آیا ولیی
کہ ویساکھنیے اَب ستایا ولیی
نصیبونکی کردش کیا مجہ خراب
کہ قسمت نے یہہ دن دیکہایا ولیی
حیاتی کی مجکو تو امید نہین
مین مرنی اوپر دل تہرایا ولیی
میرا کوئی دلشوق لیاؤ شتاب
میرا دل ایسے غمنے کہایا ولیی
مسافر بیکس دور محبوس ہون
جگر میرا بر سیخ لایا ولیے

دوم ماہ بیساکھ

یہ دویم مہینا تو آیا ولے
کہ ویساکھ نے اَب ستایا ولے
نصیبوں کی گردش کیا مجھ خراب
کہ قسمت نے یہ دن دکھایا ولے
حیاتی کی مجھ کو تو امید نہیں
میں مرنے اُپر دل ٹھہرایا ولے
مرا کوئی دل شوق لیاؤ شتاب
مرا دل اِسے غم نے کھایا ولے
مسافر بے کس دُور محبوس ہوں
جگر میرا بر سیخ لایا ولے

سوم ماہ جیتہ کویڈ

کہ یہہ تیسرا ماہ آیا سنو
مجہے جیتہہ نی اب ستایا سنو
میرا تن بدن اور سب جاندل
برہونکی اکن نی جلائیا سنو
مین کسطور پاونگی اوسکا دیدار
مجہی درد دکہنے کہپایا سنو
نہ کرتا ھی کوئی میرا اَب دوآء
مجہی دوتیان اب ستایا سنو
نہ آئیا ہے ساجن نہ پایا پیغام
نہ مجہ کوجہ دوآ اپنان پایاسنو

سوم ماہ جیٹھ

کہ یہ تیسرا ماہ آیا سنو
مجھے جیٹھ نے اب ستایا سنو
مرا تن بدن اور سب جان،دل
برہوں کی اگن نے جلایا سنو
میں کس طور پاؤں گی اُس کا دیدار
مجھے درد دکھ نے کھپایا سنو
نہ کرتا ہے کوئی مرا اَب دوا
مجھے دوتیاں اب ستایا سنو
نہ آیا ہے ساجن نہ پایا پیغام[پیام]
نہ مجھ کچھ دوا اپنا پایا سنو

چہارم ماہ ہارکویڈ

یہہ چوتہا مہینان چڑا ہاڑ کا
نہ پائیا کوئی چہرہ دلدار کا
سجنکے بنان بلبلاتی ہونمین
دیکہاوی کوئی موکہرا یار کا
پوچاویکوئمیرا اوسکو پیغام
مین بخشونخزانہ تو کھر بار کا
مریزخم پر سب نمک کوندہرین
نکرتا دوا کوئی افکار کا
کہ پہاسین سبہی اکر پہسا میرا دل
نکالی کوئی دل یہ غمخوارکا

چہارم ماہ ہاڑ[اساڑھ]

یہ چوتھا مہینا چڑھا ہاڑ کا
نہ پایا کوئی چہرہ دلدار کا
سجن کے بنا بلبلاتی ہوں میں
دیکھاوے کوئی موکھڑا یار کا
پوچاوے کوئی میرا اُس کو پیغام[پیام]
میں بخشوں خزانہ تو گھر بار کا
مرے زخم پر سب نمک کوں دھریں
نہ کرتا دوا کوئی افگار کا
کہ پھاسیں سبھی اگر[گر] پھسا میرا دل
نکالے کوئی دل یہ غم خوار کا

پنجم ماہ ساون کویڈ

کیا مجکو ساون نے ابدل فکار
کہ پنجم مہینہ نپایا مین یار
پیا کی بنان اب پریشان ہون
کرون آپنے آنکہونسے دل اشکبار
میرا تن بدن جلکی کولا ہوا
نہین خواب خور مجکون لیل النہار
مین بیذوق بیہتی ہوں حیرانولی
کہ دلشوق مین بن کٹی سب بہار
اکر میری آکر سجن لیے خبر
کرونجاندل اپناں اوسپر نثار

پنجم ماہ ساون

کیا مجھ کو ساون نے اب دل فگار
کہ پنجم مہینا نہ پایا میں یار
پیا کے بنا اب پریشان ہوں
کروں اپنی آنکھوں سے دل اشک بار
مرا تن بدن جل کے کولا ہوا
نہیں خواب خور مجھ کوں لیل النہار
میں بے ذوق بیٹھی ہوں حیراں ولے
کہ دل شوق میں بن کٹی سب بہار
اگر میری آکر سجن لے خبر
کروں جان دل اپنا اُس پر نثار

ششم ماہ پہادریوکویڈ

چڑا پہادرو ماہ ستانی لگا
یہ چہیواں مہینان کہپانی لگا
مجہے ہار سنگار پہاتا نہین
کہ سجن بناں سبہہ تو کہانی لکا
کہ بہریخدآ تم کرو کجہ علاج
مجہے درد دوکہہ اب دوبانی لکا
نہین کویٔواقف مریحال کا
کہ مجکون فلک یہ روآنی لکا
بنان یار تن سے ہو زیر وزبر
میرا دل نکلکر کے جانی لکا

ششم ماہ بھادوں

چڑھا بھادرو[ں] ماہ ستانے لگا
یہ چھیواں مہینا کھپانے لگا
مجھے ہار سنگار بھاتا نہیں
کہ سجن بنا سب تو کھانے لگا
کہ بہرِ خدا تم کرو کچھ علاج
مجھے درد دُکھ اب دبانے لگا
نہیں کوئی واقف مرے حال کا
کہ مجھ کوں فلک یہ روانے لگا
بناں یار تن سے ہو زیر و زبر
مرا دل نکل کر کے جانے لگا

ہفتم ماہ اسوکویڈ

پیا بن کئے چھی مہینے کذر
یہ ستوآں مہینان چرا ھے مکر
کیا آج اسو نے تو جوروستم
کہ برپا ہویا مجہ پر روزے حشر
بنان یار دل آپنا تہرتا نہین
کہ ہوتا ھے دلمیرا زیر وزبر
مین دلجان قربان کرتی نثار
میرا یار کر میری لیوی خبر
مقرر مری بات سمجو تمہین
کہ جاؤنگی دلشوق بن مین کذر

ہفتم ماہ اسوج

پیا بن گئے چھے مہینے گزر
یہ ستواں مہینا چڑھا ہے مگر
کیا آج اسو نے تو جور وستم
کہ برپا ہویا مجھ پر[پہ] روزِ حشر
بنا یار دل اپنا ٹھہرتا نہیں
کہ ہوتا ہے دل میرا زیر و زبر
میں دل جان قربان کرتی نثار
مرا یار گر میری لیوے خبر
مقرر مری بات سمجھو تمہیں
کہ جاؤں گی دل شوق بن میں گزر

ھشتم ماہ کتک کوئد

کہ ھشتم مہینان وہ آیا نہین
کہ کتک مین پہیرا تو پایا نہین
کہ فرقت مین اوسنے کیا مجہ قتل
جو دلشوق نے اب جلایا نہین
ایسے درد دکہیے مین مرنان پرا
دوآ کوئی اب لک مین کہایا نہین
اج ایا دلاآرام نزدیک من
غم اپنان اوسیکون سنایا نہین
گذشتہ ہوئیماہ سواہ کر گئے
فدا جان جسپر وہ آیا نہین

ہشتم ماہ کاتک

کہ ہشتم مہینا وہ آیا نہیں
کہ کتک میں پھیرا تو پایا نہیں
کہ فرقت میں اُس نے کیا مجھ قتل
جو دل شوق نے اب جلایا نہیں
اسی درد دکھ سے میں مرنا پڑا
دوا کوئی اب لک میں کھایا نہیں
اج آیا دل ارآم نزدیکِ من
غم اپنا اُسی کوں سنایا نہیں
گذشتہ ہوئے ماہ سواہ کر گئے
فدا جان جس پر وہ آیا نہیں

نھم ماہ منہکر کویئد

وہ الاّ یہ نوآن چرا ھے تو ماہ
منہکر نے یہ مجکون کیا رل تباہ
مریدلمین خواھش کہ ساجن ملی
خدا مریدشمن کری روسیاہ
اکر بخت بامن کرن یاروی
مرا یار میریی لیوی بار کاہ
نکاہبان حافظ ہو میرا کریم
بہر وقت جوئم کہ ازحق پناہ
عنائت خدا کی ہو مجہ پر فزون
مریپاس آویے میرا بادشاہ

نہم ماہ منگھر [اگھن]

وہ الاّ یہ نواں چڑھا ہے تو ماہ
منگھر نے یہ مجھ کوں کیا رل تباہ
مرے دل میں خواہش کہ ساجن ملے
خدا مرے دشمن کرے روسیاہ
اگر بخت با من کرن یاوری
مرا یار میری لیوے بارگاہ
نگاہ[نگہ] بان حافظ ہو میرا کریم
بہ ہر وقت جوئم کہ از حق پناہ
عنایت خدا کی ہو مجھ پر فزوں
مرے پاس آوے مرا بادشاہ

دھم ماہ پوہ کویئد

کہ دسوان مہینا چرآ ھی یہ پوہ
کیا دشمنان نے مریسنک دہروہ
کہ دنرین کی ھی مریی یہ غزل
مین کہاتی ہون خون جگر بااندوہ
کیا دوتیان نے مجیے اب محبوس
مین رھتی پریشان با دل ستوہ
کئی انتظاریمین مدت کذر
نہ پونچا مریپاس اب لک کہ وہ
کہ یہ دہ مہینے ہوئدہ تمام
پرا مریچہاتی یہ غم کا کروہ

دہم ماہ پوس

کہ دسواں مہینا چڑھا ہے یہ پوہ
کیا دشمناں نے مرے سنگ دھروہ
کہ دن رین کی ہے مری یہ غزل
میں کھاتی ہوں خونِ جگر با اندوہ
کیا دوتیاں نے مجھے اب محبوس
میں رہتی پریشان با دل ستوہ
گئی انتظاری میں مدت گزر
نہ پہنچا مرے پاس اب لک کہ وہ
کہ یہ دہ مہینے ہوئے دہ تمام
پڑا میری چھاتی یہ[پہ] غم کا گروہ

یازدھم ماہ ماہنک کوئد

کیا یارہوین ماہ مجکو بیتاب
ہویا ماہنک مین دلمیرا ہجہ کباب
سنو تم حقیقت مریحال کی
پری ناتوانی برنج و عذاب
کہ اب زندکی کی قطع کر امید
میرا کوئدلشوق لیاو شتاب
کہ یاران مہینے کذر اب کیئیے
نہ روشن کیا کہر میرا اوس مہتاب
کہ ھییات ھیمیرا جینان ولیی
مین مر جاونکی منتظر ھو بیتاب

یازدہم ماہ ماگھ

کیا یارہویں ماہ مجھ کو بے تاب
ہویا ماہنگ میں دل مرا بھُج کباب
سنو تم حقیقت مرے حال کی
پڑی ناتوانی بہ رنج و عذاب
کہ اب زندگی کی قطع کر امید
مرا کوئی دل شوق لیاؤ شتاب
کہ یاراں مہینے گزر اب گئے
نہ روشن کیا گھر مرا اُس مہتاب
کہ ہیہات ہے میرا جینا ولے
میں مر جاؤں گی منتظر ہو بے تاب

دوازدہم ماہ پھگن

کہ پہاکن مہینے ہوا مین خوشحال
کیا باہروین ماہ مجکون نہال
نصیبونیمری کیئے یاوری
مین دلشوق آپنے کا پایا وصال
ز قیدیجدآئی ز اندوہِ غم
کیا مجکون ازاد قادر جلال
میرا یار میرے کلی لک ملا
مین دیکہیا سجن کا ہیی روشنجمال
کہلے بختمیری سنو غوث تم
خدا نے کیئے میریدشمن ملال

دوازدہم ماہ پھاگن

کہ پھاگن مہینے ہوا میں خوش حال
کیا بارہویں ماہ مجھ کوں نہال
نصیبوں نے میری کیے یاوری
میں دل شوق اپنے کا پایا وصال
ز قیدِ جدآئی ز اندوہِ غم
کیا مجھ کوں آزاد قادر جلال
مرا یار میرے گلے لگ ملا
میں دیکھا سجن کا ہے روشن جمال
کھلے بخت میرے سنو غوثؔ تم
خدا نے کیے میرے دشمن ملال

حواشی

۱۔ اقبال نامہ (حصّہ اوّل)؛ شیخ عطا اللہ؛ شیخ محمد اشرف تاجر کتب، لاہور؛ [دسمبر ۱۹۴۴ء]؛ ص ۶۰۔

۲۔ مملوکہ: صاحبزادہ حسن نواز شاہ صاحب، نڑالی، تحصیل گوجر خان، ضلع راول پنڈی۔

۳۔ قصہ دل آرام ودل شوق (قلمی): ص ۹۶۔

۴۔ ایضاً: ص ۵۔

۵۔ تذکرہ مخزن نکات؛ قیام الدین قائم چاند پوری؛ اتر پردیش اُردو اکادمی، لکھنو، ۱۹۸۵ء؛ ص ۱۳۔

۶۔ پنجاب میں اُردو؛ محمود شیرانی؛ اتر پردیش اُردو اکادمی، لکھنو، ۱۹۸۲ء؛ ص ۲۷۴۔

۷۔ تذکرہ شعرائے نوشاہیہ؛ سیّد شریف احمد شرافت نوشاہی؛ اورینٹل پبلی کیشنز، لاہور؛ طبعِ اوّل ۲۰۰۷ء ص ۵۔

۸۔ قصہ دل آرام ودل شوق (قلمی): ص ۲۔

۹۔ ایضاً: ص ۲، ۳۔

۱۰۔ ایضاً: ص ۴۔

۱۱۔ دیکھیے: تذکرہ شعرائے نوشاہیہ: ص ۹۵، ۹۸۔

۱۲۔ قصہ دل آرام ودل شوق؛ ص ۴۔

۱۳۔ ایضاً: ص ۵۔

۱۴۔ ایضاً: ص ۱۔

۱۵۔ ایضاً: ص ۲۔

۱۶۔ ایضاً: ص ۶۔

۱۷۔ ایضاً: ص ۱۹۔

۱۸۔ تاریخِ ادب اُردو [جلد اوّل]؛ لاہور، مجلسِ ترقیِ ادب؛ جولائی ۱۹۷۵ء؛ ص ۶۳۔

۱۹۔ پنجاب میں اُردو؛ ص ۱۸۷۔